مسئلہ آمین

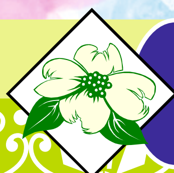
احادیث کی روشنی میں

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی

مدیر سہ ماہی تبلیغ سیرت، کولکاتا

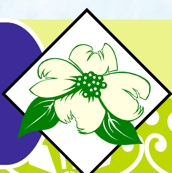
مہتمم: مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ، توپسیا





مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ، توپسیا

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا مغربی بنگال



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۶

مسئلہ آمین

احادیث کی روشنی میں

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی

مدیر سہ ماہی تبلیغ سیرت، کولکاتا

مہتمم: مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ، توپسیا

حسب فرمائش: عالی جناب حاجی اختر حسین رضوی

ناشر

مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ، توپسیا

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا، مغربی بنگال

موبائل: 9830367155

Syed Shah Muhammad Amin Qadri
Sajjadah Nashin Khanqah-e-Barkaatiya
Managing Member, Managing Committee
Waqf Dargah Shah Barkat Ullah 62
Marehra (Etah) U.P.
Ph.: 05742-262254

سید شاہ محمد امین قادری
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف
ممبر منتظم، کمیٹی منتظمہ وقف درگاہ شاہ برکت اللہ 62
مارہرہ (ایٹہ) یو. پی.

پیغام

Ref.:............... **حامداً و مصلیاً و مسلماً** Date.:...........

یہ ایک حقیقی امر ہے کہ جب کوئی کتاب منصۂ شہود پر آتی ہے تو علم وآگہی کا ایک چراغ روشن کیا کرتی ہے اور وہ کتاب جب سیرت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہو تو یقیناً منبع انوار وہدایت ہوتی ہے، جو پورے معاشرے کو منور ومجلی کرنے کے لیے بہترین ومؤثر ذریعہ ہے۔

قابل مبارک باد ہیں مولانا مجاہد حسین حبیبی اور ان کے رفقاء کار، جنہوں نے مساعی جمیلہ کر کے ہر سال کی طرح امسال بھی ولادت رسول مقبول ﷺ کے پرمسرت موقع پر ان کے امتیوں کو سیرت النبی پر مبنی ۱۲ مفید کتب کا نذرانہ پیش کرنے جارہے ہیں۔ یہ محض کتابوں کی اشاعت ہی نہیں بلکہ اس اشاعت کے ذریعہ ان کے پیغام کو عام کرنا بھی ہے اور امت مسلمہ کو اصلاح کی راہ پر گامزن کرنا بھی۔

آج کے اس دور پرفتن میں جب کہ ساری دنیا سیاسی، سماجی اور معاشی بحران کی شکار ہے، آپسی تصادم نے انسانی اقدار کو پامال کر کے رکھ دیا ہے، ایسے میں ہمارے لئے قرآن وسنت دستور عمل بھی ہے اور دستور حیات بھی۔

لہٰذا تمام صاحب استطاعت، صاحب ثروت اور صاحب منصب حضرات کو چاہئے کہ قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کریں اور مذہبی اقدار کا پاس ولحاظ کر کے دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

میں اپنی طرف سے اور تمام وابستگان سلسلہ کی جانب سے مولانا مجاہد حسین حبیبی کو اس کار خیر پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ وطفیل میں مزید ترقی کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری صفوں میں اتحاد واتفاق قائم فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلینا وعلیہم ومعہم اجمعین۔

فقط والسلام

پروفیسر سید محمد امین قادری
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

Residence: Masha Allah, Kabir Colony, Jamalpur, Aligarh-202002
Ph.: 0571-2700501, 9837051622

رائے گرامی

حضرت مولانا محمد صادق رضا مصباحی
مدیر اعزازی ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی
مینجنگ ڈائرکٹر الرضا اسلامک جونیئر ہائی اسکول پورن پور پیلی بھیت، یوپی

یہ بات بہت حد تک صحیح ہے کہ بہت ساری وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے پاؤں الحادیت سے آلودہ ہورہے ہیں اوران کے ہاتھ سے دین کی ڈور سرکتی جارہی ہے مگر ہمارے طالب علمانہ خیال میں یہ الحادیت سے زیادہ بے اطمینانی کا مسئلہ ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ یہی عدم اطمینان آگے چل کر انہیں الحادیت کی اندھے غار میں ڈھکیل دیتا ہے۔ بہت سے مسلمان دین کی تعلیمات کے حوالے سے بے اطمینانی کے شکار ہیں اوراسی بے اطمینانی وذہنی کشمکش میں ان حضرات کی ''کوششیں'' زیادہ کارفرما ہیں جنہیں ''قائد'' کے بجائے ''کائد'' کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ بالکل مسلمہ صداقت ہے کہ انسانوں کو مذہب کے نام پر جتنا زیادہ بے وقوف بنایا جاسکتا ہے اتنا کسی اور بنیاد پر نہیں۔ معاصر احوال پر نظر ڈالیں تو دین ومذہب کے نام پر جولوگ کچے ذہن اور بھولے بھالے افراد کو بے اطمینانی کے میدان تیہہ میں بھٹکا رہے ہیں، وہ غیر مقلدین ہیں۔ بیرونی طاقتیں ان کی پشت پر ہیں اور یہ حدیث کا نام لے کر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ خودکو ''اہل حدیث'' کہلاتے ہیں مگر واقعہ یہ کہ احادیثِ نبویہ کی برکات کا کروڑواں حصہ بھی انہیں میسر نہیں ہے۔ صحیح معنوں میں وہ شخص ''اہل حدیث'' کیسے ہوسکتا ہے جو اپنے مطلب کی حدیث یاد کرلے اوراپنے موقف کے خلاف والی حدیث چھوڑ دے۔ دعویٰ تو حدیث پر عمل کا مگر شب روز حدیث کے نور سے خالی۔ ایک نہیں متعدد مسائل ہیں جن میں یہ غیر مقلدین بھولے بھالے کم پڑھے لکھے عوام کے ذہن ودماغ کو الجھا کر رکھ دیتے ہیں اور یہ بے چارے عوام حدیث کے نام پر خاموشی سے وہی کرنے لگتے ہیں جو غیر مقلدین چاہتے ہیں۔ آمین بالجہر کا مسئلہ، بیس رکعت تراویح کا مسئلہ، نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسئلہ اور رفعِ یدین کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کم پڑھے لکھے تو کیا بعض پڑھے لکھے حضرات بھی اکثر اوقات احادیث کا عدم مطالعہ اور دینی کتابوں سے دوری کے سبب غیر شعوری طور پر ان کے خیمے میں چلے جاتے ہیں۔ خاص کر ہمارے نوجوان بھائی بڑی تیزی سے ان کے شکار ہورہے ہیں اوران کے دین و مذہب کی سابقہ بنیادیں انہدام پذیر ہیں۔

اس فتنے کی سیلاب کی رفتار اتنی تیز ہے کہ بستیاں کی بستیاں غرقاب ہورہی ہیں۔ اس وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ اس کا صحیح، منظّم، ٹھوس، معقول انداز میں جواب دیا جائے۔ حالانکہ ان غیر مقلدین اوراس فتنے کے جواب علمائے کرام عرصے سے دیتے آرہے ہیں اوران کے

مبیضات کی اشاعت بھی ہورہی ہے لیکن ناشرین انہیں عوام تک پہنچانے میں صحیح حق ادا نہیں کر پا رہے ہیں اور نہ ہی عوام کو اس کی معلومات فراہم ہو پا رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب وقت بڑی بڑی اور ضخیم کتابیں لکھنے کا نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی مفید کتابیں اور اصلاحی مواد سے بھرپور کتابچوں کی اشاعت کا ہے تاکہ بے چارے کم پڑھے لکھے عوام کی ذہنی غذا بھی ہو جائے اور ان کی دینی ضرورت کی تکمیل بھی۔ زیادہ لکھ لینا کمال نہیں بلکہ اچھا لکھ لینا کمال ہے اور یہ اچھا بھی ایسا ہو جو عام مسلمانوں کی دینی ضرورت پوری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ قلم کے جوہر ایسے موضوعات پر دکھایا جانا چاہیے جن میں بے راہ روی عام ہو رہی ہے اور مسلمان بے اطمینانی اور پھر اسی راستے سے الحاد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ باصلاحیت افراد کے لیے عوامی سطح کے موضوعات پر کچھ قلم بند کرنا کوئی مشکل کام نہیں بلکہ یہ دیگر موضوعات سے نسبتاً زیادہ آسان ہے مگر معلوم نہیں کیوں ہم لوگ اس طرف توجہ نہیں دے پا رہے ہیں۔ اس ذیل میں لکھنے والوں کی بھیڑ میں محبّ گرامی حضرت مولانا مجاہد حسین حبیبی تنِ تنہا وہ سعادت مند فرزندِ اسلام ہیں جو کلکتہ سے یہ محاذ سنبھالے ہوئے ہیں حالانکہ اور بھی لوگ ہیں جو گمنام ہیں اور اپنے اپنے طور پر علاقائی سطح پر کام کر رہے ہیں مگر مولانا کی حیثیت منفرد ہے۔ مولانا موصوف عوام کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہیں، اس کا ثبوت ان کی وہ قلمی کاوشیں ہیں جو چھوٹی چھوٹیں کتابوں کی شکل میں کئی ایک تعداد میں منظر عام پر آ کر عوام الناس کی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔ ان کی فہرست مطبوعات دیکھنے کے بعد آپ ان کی فتوحات کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ نماز میں آمین بالجہر کے مسئلے کے متعلق ہے۔ مولانا موصوف نے اس تعلق سے عوام کے ذہنی خلجان کو دور کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے اور مستند احادیث کے حوالے سے اہل سنت و جماعت اور احناف کا موقف واضح کر دیا ہے۔ رسالے میں آمین بالجہر اور آمین بالسر دونوں طرح کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور پھر دلائل کے ساتھ آمین بالسر والی احادیث کو ترجیح دی گئی ہے۔ کتاب میں غیر مقلدین سے ایک بڑا اہم سوال یہ کیا ہے کہ اگر آمین بالجہر والی حدیث پر عمل کرنا صحیح ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ رکوع و سجود میں زور سے تسبیح پڑھی اور التحیات میں بھی جہر فرمایا تو کیا ان تسبیحات اور التحیات میں بھی جہر کیا جائے گا؟۔

مولانا مجاہد حسین حبیبی اس رسالے کے ذریعے ایک اہم ترین دینی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ ہم سب کی طرف سے خصوصی تہنیت کے مستحق ہیں۔ اس کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہیے اور دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل موصوف کو اس کا بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے اور ہمیں بھی خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

صادق رضا مصباحی

(۲ ربیع النور شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۵ جنوری ۲۰۱۳ء بروز منگل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احناف کا مسلک

نماز میں آمین بلند آواز میں کہی جائے یا آہستہ، اس مسئلے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ آمین آہستہ آواز میں پوشیدہ طور پر کہی جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد اپنی کتابوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف تحریر کرتے ہیں:

﴿۱﴾ عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ ، أَنَّهُ قَالَ أَرْبَعٌ یسرهنَ الْإِمَامُ فِیْ نَفْسِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، وَسُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ ، وَالتَّعَوُّذ ، وَآمِیْن .

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ سے مروی ہے وہ حضرت حماد سے وہ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ چار چیزیں امام اپنے دل میں کہے۔(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ،(۲) وَسُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ ، (۳) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور (۴) آمِیْن۔

[الآثار لابی یوسف: باب افتتاح الصلوة، رقم الحدیث: ۱۰۴]
[الآثار لمحمد ابن الحسن: باب الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم، رقم الحدیث: ۸۲]

یعنی بسم اللہ، ثنا، اعوذ باللہ اور آمین آہستہ آواز میں دل میں کہی جائے۔

اس نظریے کی تائید میں امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد خاص امام محمد اپنی کتاب موطا میں یہ حدیث تحریر فرماتے ہیں:

﴿۲﴾ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِیْنُهُ تَأْمِیْنَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ فَقَالَ اِبْنُ شِهَابٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ آمِیْن .

قال محمد وبهذا نأخذ ینبغی إذا فرغ الإمام من أم الکتاب أن یؤمن الإمام ویؤمن من خلفه ولا یجهرون .

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ حضرت ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے۔

امام محمد کہتے ہیں کہ اسی حدیث سے ہم یہ مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ جب امام سورۂ فاتحہ سے فارغ ہو تو آمین کہے اور مقتدی بھی آمین کہیں لیکن جہر نہ کریں۔

[موطا امام محمد . باب آمین فی الصلاۃ: رقم الحدیث:۱۳۶]

اس لیے احناف آہستہ آواز میں آمین کہتے ہیں، جو احادیث رسول اللہ ﷺ اور تعاملِ صحابہ سے ثابت ہے۔ آئندہ صفحات میں ان شاء اللہ تعالیٰ دلیلیں ملاحظہ فرمائیں گے۔ سردست نماز میں آمین کہنے کی فضیلت ملاحظہ فرمائیں۔

نماز میں آمین کہنے کی فضیلت

﴿۳﴾ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِینَ وَقَالَتِ الْمَلائِكَةُ فِی السَّمَاء آمِینَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمانوں میں آمین کہیں اور دونوں کا آمین کہنا ایک دوسرے کے موافق ہو، تو پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

[موطا امام مالک ، کتاب الصلاۃ ،باب ماجاء فی التامین خلف الامام ،رقم الحدیث : ۱۹۶]

[صحیح البخاری ، کتاب الصلاۃ ،باب فضل التامین، رقم الحدیث ۷۸۱]

[صحیح مسلم. با ب التسمیع والتحمید والتامین. رقم الحدیث:۹۴۵]

[سنن النسائی. کتاب الافتتاح . باب فضل التامین. رقم الحدیث:۹۳۸]

[مستخرج ابی عوانة: رقم الحدیث:۱۳۳۶]

﴿۴﴾ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ

الإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

حضرت ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔

[مسند الشافعی:اذا امن الامام فامنوا. رقم الحديث : ١٥٩]

[صحيح البخاری: باب جهر الامام بالتامين :رقم الحديث: ٧٨٠]

[صحيح مسلم ،كتاب الصلاة،باب التسميع والتحميد والتامين ، رقم الحديث : ٩٤٢]

[سنن ابوداؤد ،كتاب الصلاة:باب التامين وراء الامام ، رقم الحديث : ٩٣٧]

[مستخرج ابی عوانة:رقم الحديث: ١٣٣٢]

[جامع الترمذی.باب ماجاء فی فضل التامين :رقم الحديث ٢٥١]

﴿٥﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّين فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قاری غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن کہے، تو جو اس کے پیچھے ہو وہ آمین کہے اور اس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

[مسند احمد ،رقم الحديث :١٠٠٥٨][.سنن الدارمی :رقم الحديث :١٢٩٢]

[صحيح مسلم، رقم الحديث : ٩٤٧] [.مسند ابويعلى .رقم الحديث: ٦٢٨٠]

[سنن البيهقی:باب التامين :رقم الحديث: ٣٥٣٦]

﴿٦﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قاری آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دے گا۔

[سنن النسائی، کتاب الافتتاح ، باب جهر الامام بآمین، رقم الحدیث : ۹۳۳]

[سنن ابن ماجه ، باب جهر الامام بآمین، رقم الحدیث : ۹۰۱]

مذکورہ چاروں حدیثوں میں اس بات کا حکم ہے کہ امام آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہے، امام **و لا الضالین** کہے تو مقتدی آمین کہے۔ لیکن ان حدیثوں سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بلند آواز میں آمین کہی جائے۔

دوسری بات جو حدیثوں میں بطور خاص کہی گئی وہ یہ ہے کہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فرشتے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ریا، نام ونمود اور تکبر سے بچتے ہوئے آہستگی کے ساتھ آمین کہتے ہیں اسی طرح لوگوں کو بھی چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ ریا، نام ونمود اور تکبر سے بچتے ہوئے آہستگی کے ساتھ آمین کہیں تا کہ ان کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہو جائے اور وہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے۔

امام کے آمین کہنے کا مطلب؟

جو حضرات اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ آمین بہر صورت بلند آواز میں کہنا چاہیے انہیں اس حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ دیکھئے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کیا فرما رہے ہیں:

﴿۷﴾ **عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَقُولُ آمِينَ وَإِنَّ الإِمَامَ يَقُولُ آمِينَ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امام **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْن** کہے، تو تم آمین کہو، اس لیے کہ

فرشتے آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے تو جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوگا۔اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

[مصنف عبد الرزاق:باب آمین :رقم حدیث:۲۶۴۴]

[مسند امام احمد،رقم الحدیث :۷۳۸۶ . سنن الدارمی:رقم الحدیث:۱۲۹۳]

[سنن النسائی ،کتاب الافتتاح ،باب الجهر بآمین . رقم الحدیث :۹۳۵]

مذکورہ حدیث میں جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے امام کے **ولا الضا لین** کہنے کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا ہے، وہیں یہ بھی فرمایا **اِنَّ الْمَلَا ئِکَۃَ تَقُوْلُ آمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ آمین** یعنی آمین کہو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔اگر امام کا آمین کہنا بلند آواز سے ہوتا تو اسے بتانے کی ضرورت نہ ہوتی کیوں کہ مقتدی خود سن لیتا کہ امام بھی آمین کہہ رہا ہے۔بتانے کی ضرورت اسی لیے پڑی کہ امام کا آمین کہنا یقیناً دھیمی آواز میں ہوگا۔

صحابہ کا آمین بالجہر ترک کر دینا

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ستاروں سے تشبیہ دی اور فرمایا **بِاَیِّھِم ا قْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ** ان میں سے جس کی بھی پیروی کرلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔صحابہ کو اتنا عظیم رتبہ حضور نے اسی لیے عطا فرمایا کیوں کہ وہ اسلام پر جان چھڑکنے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنا کر لوگوں تک اس کی دعوت پہچانے والے تھے۔وہ قدسی صفات صحابہ جنہیں حضور نے ہدایت کا سرچشمہ قرار دیا ان سے یہ ممکن نہ تھا کہ حضور کی تاکید اور تنبیہ کے باوجود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کریں وہ بھی صحابہ کی اکثریت کا حضور ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کرنا یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں۔یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب صحابہ کے نزدیک یہ امر مسلم ہو کہ پچھلا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔اس تمہید کے بعد ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

﴿۸﴾ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ تَرَکَ النَّاسُ التَّأْمِینَ وَکَانَ رَسُولُ اللَّه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّالِّینَ قَال آمِینَ حَتَّی

يَسۡمَعَهَا أَهۡلُ الصَّفِّ الۡأَوَّلِ فَيَرۡتَجُّ بِهَا الۡمَسۡجِدُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے نماز میں بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ دیا حالاں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز میں) جب بھی غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ، کہتے آمین کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ سن لیتے اور مسجد گونج اٹھتی تھی۔

[سنن ابن ماجه ، اقامة الصلاة والسنة ، باب الجهر بآمين ، رقم الحديث : ٩٠٢]
[مسند ابو يعلى موصلى،باب اذا قراء غير المغضوب ،رقم الحديث: ٦٠٩١]

دیکھئے حضرت ابوہریرہ دور صحابہ میں رونما ہونے والا واقعہ خود بیان فرمارہے ہیں کہ صحابہ نے بلند آواز میں آمین کہنا چھوڑ دیا تھا جب کہ رسول اللہ ﷺ اتنی آواز میں آمین کہتے تھے کہ پہلی صف کے لوگ آمین کہنا سن لیا کرتے تھے۔ صحابہ کا حضور اکرم ﷺ کے پچھلے حکم کے خلاف عمل کرنا بتارہا ہے کہ ان کے نزدیک یہ بات طے ہوچکی تھی کہ آمین بالجہر (بلند آواز سے آمین کہنے) کا حکم حضور کی دوسری حدیث سے منسوخ ہوچکا ہے۔

حضور نماز میں دوجگہ سکتہ (خاموشی اختیار) فرماتے تھے

﴿٩﴾ عَنِ الۡحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بۡنَ جُنۡدُبٍ وَعِمۡرَانَ بۡنَ حُصَيۡنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بۡنُ جُنۡدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سَكۡتَتَيۡنِ سَكۡتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكۡتَةً إِذَا فَرَغَ مِنۡ قِرَاءَةِ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَأَنۡكَرَ عَلَيۡهِ عِمۡرَانُ بۡنُ حُصَيۡنٍ فَكَتَبَا فِي ذٰلِكَ إِلَى أُبَيِّ بۡنِ كَعۡبٍ وَكَانَ فِي كِتَابِهٖ إِلَيۡهِمَا أَوۡ فِي رَدِّهٖ عَلَيۡهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قَدۡ حَفِظَ.

ترجمہ: حضرت حسن سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عمران بن حصین نے آپس میں مذاکرہ کیا، حضرت سمرہ بن جندب نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دو مرتبہ سکتہ فرمایا کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب آپ (نیت باندھتے) تکبیر کہتے اس وقت سکتہ فرماتے، اور دوسری مرتبہ جب غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ

وَلَاالضَّآلِّيْنَ کی قراءت سے فارغ ہوتے اس وقت سکتہ فرماتے۔حضرت سمرہ نے اسے یاد رکھا اور حضرت عمران نے اس کا انکار کیا (کہ مجھے یہ یادنہیں) تو ان دونوں نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب کو لکھا(کہ اصل مسئلہ سے آگاہ کریں)حضرت ابی بن کعب نے جواب لکھا کہ سمرہ نے صحیح یادرکھا ہے۔

[سنن ابو داؤد ،باب السكتة عند الافتتاح، رقم الحديث : ۷۷۹]
[المعجم الكبير للطبرانى ،الجزء :۱۳ . رقم الحديث : ۱۴۷۲۴]
[السنن البيهقى ،باب السكتتى الامام. رقم الحديث : ۳۲۰۱]

مذکورہ حدیث میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نیت باندھنے کے بعد حضور کا سکتہ (خاموشی اختیار) فرمانا ثنا ،اعوذبالله، بسم الله پڑھنے کے لیے تھا۔اسی طرح غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ پڑھنے کے بعد سکتہ کرنا(خاموش رہنا) آمین کہنے کے لیے تھا۔اگرآمین بالجہر فرماتے تو سکتہ کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اورآپ ہرگز خاموش نہ رہتے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ آمین آہستہ آواز میں کہنا چاہیے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اوراس سنت مبارکہ پراللہ کےفضل وکرم سےہم احناف قائم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا دھیمی آواز میں آمین کہنا

سورۂ فاتحہ یعنی الحمد لله کے ختم ہونے پرآمین کہنا حدیث کی تمام کتابوں سے ثابت ہے۔البتہ آہستہ آواز میں یا بلند آواز میں آمین کہی جائے اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ جہاں بعض حدیثوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بلند آواز میں گاہے بگاہے آمین کہی ہے وہیں ایسی بھی حدیثیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آہستہ آواز میں آمین کہا کرتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۰﴾ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے سنا جب انہوں نے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَاالضَّآلِّیۡنَ کہا تو آمین کہا اور اپنی آواز کو دھیمی کرلیا اور اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور سلام پھیرتے وقت اپنے داہنے اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

[مسند احمد ،رقم الحدیث :۱۹۳۶۷].[مسند طیالسی .رقم الحدیث :۱۰۲۴]
[سنن دارقطنی ، رقم الحدیث : ۱۲۸۵].[المعجم الکبیر ،رقم الحدیث:۱۷۵۷۸]

﴿۱۱﴾ عَنۡ عَلۡقَمَةَ بۡنِ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنۡ وَائِلٍ وَقَدۡ سَمِعۡتُ مِنۡ وَائِلٍ اَنَّهٗ صَلَّى مَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَ أ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَاالضَّآلِّيۡنَ قَالَ آمِيۡن خَفِضَ بِهَا صَوۡتَهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ الۡيُمۡنٰى عَلَى يَدِهِ الۡيُسۡرٰى وَسَلَّمَ عَنۡ يَمِيۡنِهٖ وَعَنۡ يَسَارِهٖ .

ترجمہ : حضرت علقمہ بن وائل سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وائل کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَاالضَّآلِّیۡنَ پڑھا تو آمین کہا اور اپنی آواز کو دھیمی کرلیا اور اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور سلام پھیرتے وقت اپنے داہنے اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

[المعجم الکبیر ،الجزء :۱۵ .رقم الحدیث:۱۷۵۷۵]
[سنن البیهقی ،باب جهر الامام بالتامین. رقم الحدیث:۲۵۴۷]
[المستدرک، باب قراء ت النبی ﷺ :رقم الحدیث:۲۹۱۳]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ نے آمین بالسر فرمایا۔لہذا ثابت ہوا کہ آمین بالسر یعنی آہستہ دل میں آمین کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔اسی لیے احناف آمین بالسر (دھیمی آواز میں) آمین کہتے ہیں۔

حضرت عمر اور حضرت علی کا آمین بالجہر نہ کرنا

خلفاے راشدین میں سے خلیفہ دوم حضرت عمر اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معمول تھا کہ آپ دونوں حضرات نماز میں آمین بالسر فرمایا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۲﴾ عَنْ أَبِی وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِی لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِآمِیْن.

ترجمہ: حضرت ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، اور آمین بلند آواز سے نہیں کرتے تھے۔

[شرح معانی الآثار للطحاوی، باب قراء ت بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاة. رقم الحدیث: ۱۱۰۸]
[جامع الاحادیث: جزء: ۲۸. رقم الحدیث: ۳۰۸۲۳]. [کنز العمال: جزء: ۸. رقم الحدیث: ۲۲۱۰۲]

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا آمین بالجہر نہ کرنا

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے علاوہ جلیل القدر صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آمین بالسر کے قائل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۳﴾ عَنْ أَبِی وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَلِی وَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَجْهَرانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِآمِیْن.

ترجمہ: حضرت ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، اور آمین بلند آواز سے نہیں کہا کرتے تھے۔ [المعجم الکبیر، جزء: ۸، رقم الحدیث: ۹۲۰۱]

مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر اور قریبی صحابہ آہستہ سے آمین کہتے تھے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر عمل تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حضرات ہرگز حضور کی سنت کی خلاف ورزی نہ کرتے اور دھیمی آواز میں آمین نہ کہتے۔

کیا رکوع اور سجدہ کی تسبیح بلند آواز سے پڑھی جائے؟

اس کتابچہ کے ابتدائی صفحہ سے یہاں تک کے مشمولات سے آپ اچھی طرح اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ آمین دھیمی آواز میں کہنی چاہیے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ دھیمی آواز سے آمین کہتے تھے۔ صحابہ کی بڑی جماعت بھی دھیمی آواز سے آمین کہا کرتی تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جو صفحہ نمبر ۹ / پہ ہے اس سے ظاہر ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جائیں گے یعنی جس طرح فرشتوں کا آمین کہنا کوئی نہیں سنتا اسی طرح نمازی کو بھی چاہیے کہ اتنی دھیمی آواز سے آمین کہے کہ کسی کو اس کا آمین سنائی نہ دے تا کہ اس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہو جائے اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کا یہی موقف ہے کہ آمین دھیمی آواز میں کہی جائے حضور نبی اکرم ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ کے معمولات سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تو آمین بلند آواز ہی سے کہیں گے کیوں کہ بعض حدیثوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے۔ تو ان کی خدمت میں سوال ہے کیا آپ رکوع اور سجود کی تسبیحات بھی بلند آواز میں کہیں گے؟ کیونکہ حدیثوں میں رکوع اور سجود کی حالت میں بلند آواز سے تسبیحات پڑھنے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۴﴾ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ قَالَ أَبُو

عِيسَى وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور رکوع میں **سُبحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیم** اور سجدہ میں **سُبُحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہا کرتے تھے اور جہاں کہیں رحمت والی آیت آتی اللہ سے رحمت کا سوال کرتے اور جہاں عذاب کی آیت آتی وہاں ٹھہر کر پناہ مانگتے۔

[جامع الترمذی ، باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود ، رقم الحدیث : ۲۶۲]
[سنن دارمی ، باب مایقال فی الرکوع ، رقم الحدیث : ۱۳۵۶]
[مسند احمد، حدیث حذیفه بن الیمان،الجزء :۵۱ . رقم الحدیث : ۲۴۰۵۰]

﴿۱۵﴾ **عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ.ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلاثَ مَرَّاتٍ.**

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رکوع میں تین مرتبہ **سُبحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیم** کہتے ہوئے سنا پھر جب سجدہ فرمایا تو آپ نے تین مرتبہ **سُبُحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہا۔

[سنن ابن ماجه ، باب التسبیح فی الرکوع والسجود . رقم الحدیث : ۹۳۸]

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ رکوع اور سجدہ میں حضور کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تسبیح ضرور قدرے بلند آواز میں رہی ہوگی۔ ورنہ دھیمی آواز میں رکوع اور سجدہ کی تسبیح پڑھنے کی صورت میں یہ ممکن نہ تھا۔ اس لیے آمین بالجہر کے قائلین کو چاہیے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح بھی اتنی آواز سے پڑھا کریں کہ دوسرے لوگ ان کی تسبیح سن سکیں۔ کیونکہ حدیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اب رہی بات کہ حضور نے رکوع اور سجدہ میں قدرے بلند آواز میں تسبیح کیوں پڑھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور گاہے بگاہے بلند آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، آمین، اور دیگر تسبیحات اس لیے پڑھا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو نماز اور اس میں پڑھی جانے والی چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائے۔

جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو

جس طرح امام کے غَیـرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ کہنے کے بعد آمین کہنے کا حکم ہے اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ جب امام رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اس وقت مقتدی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہے۔

حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۶﴾ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ أَنَّ رَسُولَ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللَّہُ لِمَنْ حَمِدَہُ فَقُوْلُوْا اَللَّھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَإِنَّہُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُہُ قَوْلَ الْمَلاَئِکَۃِ غُفِرَلَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو، اس لیے کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

[موطا امام مالک ، کتاب الصلاۃ ،باب ما جاء فی التامین خلف الامام ،رقم الحدیث :۱۹۷]
[مسند احمد ،مسند ابی ھریرۃ.الجزء :۱۲ ،رقم الحدیث : ۱۰۱۸۱]
[صحیح البخاری ، باب فضل اللھم ربنا لک الحمد، رقم الحدیث : ۷۹۶]
[صحیح مسلم ،کتاب الصلاۃ ، باب التسمیع والتحمید والتامین، رقم الحدیث: ۹۴۰]
[مستخرج ابی عوانۃ ،باب مایقول المصلی اذا رفع راسہ من الرکوع ،رقم الحدیث: ۱۴۷۱]
[صحیح ابن حبان ،باب صفۃ الصلاۃ مایقول المرء عند رفع راسہ من الرکوع ،رقم الحدیث : ۱۹۴۱]
[سنن ابو داؤد ،باب مایقول اذا رفع راسہ من الرکوع ، رقم الحدیث : ۸۴۸]
[شرح معانی الآثار، باب : الامام یقول سمع اللہ لمن حمدہ ،الجزء : ۱ .رقم الحدیث : ۱۳۲۲]

﴿۱۷﴾ عَنْ أَبِیْ مُوسَی أَنَّہُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا صَلاَتَنَا وَسَنَّ لَنَا سُنَّتَنَا قَالَ أَحْسَبُہُ قَال إِذَا أُقِیمَتِ الصَّلاَۃُ فَلْیَؤُمَّکُمْ أَحَدُکُمْ ، فَإِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ

فَقُوْلُوْا آمِيْنَ يُحِبُّكُمُ اللّٰهُ ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَتِلْكَ بِتِلْكَ ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، أَوْ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور نماز اور اس کا طریقہ سکھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی امامت کرے، جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ کہے تو آمین کہو۔ اللہ تمہیں اپنا پسندیدہ بنا لے گا۔ پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے، تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ اس لیے کہ وہ تم سے پہلے رکوع کرتا اور رکوع سے کھڑا ہوتا ہے۔ اور جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہو۔ یا راوی نے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا ہے۔

[سنن دارمی. باب القول رفع الراس من الركوع. رقم الحديث : ۱۳۶۲]
[صحيح مسلم .باب التشهد فی الصلاة:رقم الحديث: ۹۳۱]
[سنن ابو داود. باب التشهد، رقم الحديث: ۹۷۴]
[صحيح ابن خزيمه: باب الامر بمبادرة الامام بالركوع والسجود ، رقم الحديث: ۱۵۰۸]
[صحيح ابن حبان. فصل فی فضل الجماعة، رقم الحديث: ۲۲۰۱]

﴿۱۸﴾ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا وَإِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْن فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو۔ جب قراءت کرے تو خاموش رہو پھر جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ کہے تو آمین کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو۔

[مصنف ابن ابی شیبه ،باب فی الامام یصلی جالسا .رقم الحدیث : ۷۱۳۷]

[مسند امام احمد،مسند ابی هریرة الجزء : ۱۹ :رقم الحدیث:۹۱۲۴]

[سنن ابن ماجه .باب اذاقراء امام فانصتوا،رقم الحدیث:۸۹۵]

ان حدیثوں میں سے پہلی حدیث کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہا جائے کیوں کہ جس کسی کا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہنا فرشتوں کے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہنے کی طرح ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ کہے تو آمین کہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو۔

تیسری حدیث میں فرمایا گیا جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو۔ جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ کہے تو آمین کہو اور جب رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو۔

اب جو حضرات آمین بالجہر کے قائل ہیں ان سے ہمارا مطالبہ ہے کہ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد بھی بلند آواز میں کہا کریں کیوں کہ حضور اقدس ﷺ نے جس طرح امام کے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ پڑھنے کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح امام کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ آمین بالجہر کرنے کی صورت میں لازم آئے گا کہ ایسے حضرات اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد بھی بلند آواز میں کہیں۔

کیا التحیات بلند آواز سے پڑھا جائے؟

احادیث مبارکہ میں جہاں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں اتنی بلند آواز میں تسبیح پڑھی کہ صحابہ نے تسبیح کی آواز سن لیا وہیں حدیثوں میں اس بات کا بھی تذکرہ موجود ہے کہ صحابہ اتنی آواز میں التحیات پڑھا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا التحیات پڑھنا سن لیا کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱۹﴾ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ ، اَلسَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَآءَ.

ترجمہ: حضرت شقیق بن عبداللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے (سلام پھیرتے وقت یہ کہتے) اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ ۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک اللہ ہی سلام ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز کے قعدہ میں بیٹھے تو اسے چاہیے کہ اس طرح التحیات پڑھے التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اس لیے کہ جب تم یہ کہو گے تو یہ اللہ کے ان تمام نیک بندوں تک پہنچ جائے گا جو آسمان اور زمین میں ہیں۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ پھر اس کے بعد جو چاہے کہے۔

[صحیح البخاری ، باب السلام اسم من اسماء اللہ تعالیٰ ، رقم الحدیث : ۶۲۳۰]

[صحیح مسلم . باب التشهد فی الصلاۃ ، رقم الحدیث : ۹۲۴]

[سنن النسائی ،باب کیف التشهد ،رقم الحدیث : ۱۲۸۷]

﴿۲۰﴾ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، وَفُلَانٍ، فَلَمَّا سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ وَفَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ،

ترجمہ: حضرت ابووائل حضرت عبداللہ سے راوی ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، وَفُلَانٍ، کہتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنا تو فرمایا: بے شک اللہ ہی سلام ہے ۔جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو وہ یہ کہے ۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِين. اس لیے کہ جب تم اسے پڑھو گے تو آسمان وزمین کے تمام بندوں تک پہنچ جائے گا۔

[مستخرج ابی عوانۃ،باب ایجاب اختیار الدعاء:رقم الحدیث: ۱۶۰۱]

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی حالت میں صحابہ کو التحیات کی جگہ اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، وَالسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، وَفُلَانٍ، کہتے ہوئے سنا تو آپ نے انہیں اس طرح کہنے سے منع

فرمایا اور انہیں التحیات کی تعلیم دی۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تشہد کی حالت میں صحابہ جو کچھ پڑھا کرتے تھے وہ ضرور قدرے بلند آواز میں ہوا کرتا تھا اسی لیے حضور نے ان کا پڑھنا سنا اور اصلاح فرمائی۔ لیکن یہ نہ فرمایا کہ بلند آواز سے نہ پڑھا کرو۔ دراصل ابتدائی دنوں میں صحابہ کو قدرے بلند آواز میں پڑھنے کی رخصت دی گئی تھی تا کہ حضور ان کا پڑھنا سن سکیں اور ان کی اصلاح ہو سکے۔ کبھی کبھی حضور نے خود بھی ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین، رکوع اور سجدہ کی تسبیح بلند آواز میں پڑھا ہے۔ یہ سب تعلیمِ اُمت کے لیے تھا۔ تا کہ لوگ نماز اور نماز میں پڑھی جانے والی چیزوں کو سیکھ لیں۔ لہٰذا اُن حدیثوں کو آمین بالجہر کے سلسلے میں دلیل بنانا جن میں حضور کا بلند آواز میں آمین کہنا وارد ہوا ہے کسی بھی طرح صحیح نہیں ہے کیوں کہ حضور گاہے بگاہے ایسا تعلیمِ اُمت کے لیے کیا کرتے تھے۔

احناف کا موقف صاحب بدائع کی زبانی

فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ہے اس کتاب میں آمین کے سلسلے میں احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے صاحب کتاب تحریر فرماتے ہیں:

لنَامَا رُوِیَ عَنُ وَائِلِ بُنِ حَجْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّم أَخُفی التَّأْمِينَ وَهُوَ قَولُ عَلِیٍّ وَابُنِ مَسُعُودٍ ، وَرُوِیَ عَنُهُ صَلَّی اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا قَالَ الُإِمَامُ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُهَا وَلَوُ كَانَ مَسْمُوعًا لَمَا اُحْتِيجَ إلَی قَوْلِهِ فَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُهَا . وَلِأَنَّهُ مِنُ بَابِ الدُّعَاءِ لِأَنَّ مَعُنَاهُ اللَّهُمَّ أَجِبُ أَوُ لِيَكُنُ كَذٰلِکَ پھر ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں ، **وَالسُّنَّةُ فِی الدُّعَاءِ الْإِخُفَاءُ** اس کے ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں **عَلَی أَنَّهُ يُحْتَمَلُ أَنَّهُ صَلَّی اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ مَرَّةً لِلتَّعْلِيمِ وَلَا حُجَّةَ فِی الُحَدِيثِ الْآخَرِ.**

ترجمہ: ہمارے نزدیک حضرت وائل بن حجر سے مروی حدیث دلیل ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے آمین پوشیدہ طور پر کہا اور یہی حضرت علی اور حضرت عبداللہ

بن مسعود کا قول ہے اور انہی سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو آمین کہو۔ اس لیے کہ امام بھی آمین کہتا ہے، اگر امام کا آمین کہنا سنا جاتا تو یہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی کہ امام بھی آمین کہتا ہے۔ اور اس لیے کہ آمین دعا کے باب سے ہے جس کا معنی ہے اے اللہ! قبول فرمالے یا اسی کے قریب قریب معنی ہے۔

ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں: دعا میں سنت یہ ہے کہ دھیمی آواز میں ہو۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آک مرتبہ تعلیم کے طور پر آمین بلند آواز سے کہا ہو اس لیے اسے دوسری حدیثوں کے خلاف حجت نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

[بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع . فصل فی سنن حکم التکبیر۔ جزء۲ص:۳۰۲]

اس پوری گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ نماز میں آمین دھیمی آواز سے کہی جائے کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دھیمی آواز سے آمین کہا کرتے تھے اور اسی پر حضرت عمر حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا عمل تھا۔

بعض حدیثوں میں جو بلند آواز میں آمین کہنے کا تذکرہ آیا ہے وہ دراصل تعلیم امت کے لیے تھا۔ اس نظریے کی تائید ابن قیم کی تحریر سے بھی ہو رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابن قیم کا اعتراف حقیقت

ساتویں صدی ہجری کے نامور عالم محمد بن ابوبکر بن قیم جوزیہ جو اہل حدیث اور غیر مقلدین کے یہاں کافی مقبول ہیں وہ اپنی کتاب زاد المعاد میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ بعض اوقات حضور نے اور آپ کے خلفا نے بلند آواز میں جو آمین، ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ وغیرہ کہا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ لکھتے ہیں: **وَإِذَا جَهَرَ بِهٖ الإمَامُ أَحْيَانًا لِيُعَلِّمُ الْمَأمُوْمِيْنَ فَلَا بَأسَ بِذٰلِکَ فَقَدْ جَهَرَ عُمَرُ بِالْاِسْتِفْتَاحِ لِيُعَلِّمُ الْمَأمُوْمِيْنَ وَجَهَرَ اِبْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَ ةِ الْفَاتِحَةَ فِی صَّلَا ةِ الْجَنَازَةَ لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّهَا سُنَّةً وَمِنْ هٰذَا أَيْضًا جَهَرَ الْاِمَامُ بِالتَّأمِيْن.**

ترجمہ: اور کبھی امام قنوت نازلہ بالجہر پڑھتا ہے مقتدیوں کی تعلیم کے لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ وغیرہ بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے لوگوں کی تعلیم کے لیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ بالجہر پڑھا، تاکہ لوگوں کو نماز جنازہ کی تعلیم دیں۔ اور اسی قبیل سے امام کا بلند آواز میں آمین کہنا بھی ہے۔ [زاد المعاد، فصل فی صفة صلاته وخشوعه: ص :٢٥٦]

امید ہے کہ ابن قیم کی اس منصفانہ تحریر کو پڑھ کر ہر طرح کے شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے اور سنجیدہ فکر حضرات یقیناً کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کر لیں گے کہ حضور کا اور دیگر صحابہ کا کبھی کبھار بلند آواز سے آمین، ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ وغیرہ پڑھنا تعلیم امت کے لیے تھا۔ اس لیے احناف کا آمین بالسر (دھیمی آواز میں آمین کہنا) ہرگز ہرگز خلاف سنت نہیں بلکہ حضور کی منشا کے عین مطابق ہے۔





کتابیات

موطا امام مالک : امام دارالہجرہ مالک بن انس مدنی (متوفی ۔۱۷۹ھ)

الآثار لابی یوسف: امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (متوفی ۔۱۸۲ھ)

الآثار لمحمد بن حسن : امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۔۱۸۹ھ)

موطا امام محمد : امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۔۱۸۹ھ)

مصنف عبد الرزاق : ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۔۲۱۱ھ)

مصنف ابن ابی شیبہ : ابوبکر عبداللہ بن محمد بن احمد نسفی (متوفی ۔۲۳۵ھ)

مسند احمد : امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ۔۲۴۱ھ)

مسند طیالسی : امام سلیمان بن داود طیالسی (متوفی ۔۲۴۱ھ)

سنن دارمی : امام ابوعبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (متوفی ۔ ۲۵۵ھ)

صحیح بخاری : امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (متوفی ۔۲۵۶ھ)

المعجم الکبیر للطبرانی : امام سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۔۲۶۰ھ)

صحیح مسلم : امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری (متوفی ۔ ۲۶۱ھ)

سنن ابو داءود : امام ابوداود سلیمان بن اشعث (متوفی ۔۲۷۵ھ)

جامع ترمذی : امام ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی (متوفی ۔۲۷۹ھ)

سنن ابن ماجہ : امام ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (متوفی ۔۲۷۳ھ)

مسند بزار : امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو عتکی بزار (متوفی ۔۲۹۲ھ)

سنن نسائی : امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۔۳۰۳ھ)

مسند ابو یعلی : امام احمد بن علی موصلی (متوفی ۔۳۰۷ھ)

صحیح ابن خزیمہ : امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری (متوفی ۔۳۱۱ ھ)

مستخرج ابی عوانۃ : امام ابوعوانۃ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی (متوفی ۔۳۱۶ھ)

شرح المعانی الآثار : امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی (متوفی ۔۳۲۱ھھ)

صحیح ابن حبان : امام ابوشیخ محمد بن حبان (متوفی ۔۳۵۴ھ)

سنن دارقطنی : امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۔۳۸۵ھ)

المستدرک علی الصحیحین : امام ابوعبداللہ حاکم (متوفی ۔۴۰۵ھ)

سنن البیہقی : امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (متوفی ۔۴۵۸ھ)

جامع الاحادیث : امام جلال الدین السیوطی (متوفی ۔۹۱۱ھ)

کنز العمال : علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی (متوفی ۔۹۷۵ھ)

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع :

زاد المعاد : محمد بن ابوبکر بن قیم جوزیہ (متوفی ۔۷۲۸ھ)

تفسیر الرازی : امام فخر الدین رازی (متوفی ۔۶۰۶ھ)

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا مغربی بنگال کے
اغراض ومقاصد

بنگال کی سرزمین پر تحریک آل انڈیا تبلیغ سیرت تقریباً ۱۹۷۱ء سے مسلک اہل سنت و جماعت کے افکار ونظریات کے فروغ کے لیے رہنماے اہل سنت امام التارکین سراج السالکین حضور مجاہد ملت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری ہاشمی علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت الحاج مدثر حسین حبیبی صاحب قبلہ کی سربراہی میں دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔

اغراض ومقاصد

- مسلمانوں میں مذہبی رجحان پیدا کرنا، انہیں فرائض وواجبات کی ترغیب دینا۔
- دلوں میں عشق واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار کرنا۔
- مسلمانوں کے مابین اتحاد واتفاق کی راہ ہموار کرنا۔
- اسکولوں میں پڑھنے والے چھوٹے بچوں نوجوانوں اور کاروبار سے جڑے ہوئے یا معذور ہو چکے عمر رسیدہ لوگوں کے لیے دینی تعلیم کا نظم کرنا۔
- اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پیدا کی جارہی ہیں ان کا دلائل کی روشنی میں معقول جواب دینا۔
- عام فہم زبان میں عامۃ الناس کے لیے مذہبی کتابیں شائع کرنا۔
- جابجا دینی ومذہبی نشستیں کرنا۔
- قدرتی آفات یا فسادات کے سبب تباہ حال لوگوں کی امداد کرنا۔

بحمدہ تعالیٰ مذکورہ امور تین شعبہ جات

(۱)۔شعبہ تعلیم (۲)۔شعبہ تبلیغ (۳)۔شعبہ نشرواشاعت۔کے ذریعہ انجام دیئے جارہے ہیں۔

Published by

MADINATUL ULOOM INSTITUTE, TOPSIA

ALL INDIA TABLEEGH -E- SEERAT KOLKATA, WB

E-mail: tableegh.e.seerat@gmail.com Mob. 9830367155